اُس کی ہستی پر دو عالم ہیں گواہ — جو ہے انس و جن ہے واجب کا ثبوت
بے جنگ اب یہی تاریخ خاک — کر دے ہر ممکن ہے واجب کا ثبوت

ثبوت واجب الوجود

جسے

منشی سید حشمت علی صاحب منصف و مجسٹریٹ

ریاست سرموز ناہن

نے

تصنیف کیا

سنہ ۱۹۰۷ء

بفرمائش
ملک فضل الدین و ملک چنن الدین کیچے زئی تاجران کتب قومی و مالک اخبار اشاعت
بازار کشمیری لاہور
نولکشور گیس پرنٹنگ ورکس لاہور

قیمت فی جلد ۱ر

قابل دید نایاب کتابیں

تذکرۃ الحسین

جناب ابو عبد اللہ سید الشہدا حسین ابن علی علیہ السلام کی سوانح عمری اور مصائب کربلا کے سچے اور صحیح واقعات جو نہایت ہی درد سے لکھے گئے ہیں۔ نہایت خوشخط عمدہ قابل دید ۴ر

تذکرہ بابر

محمد ظہیر الدین بابر بادشاہ غازی کی سوانح عمری یہ اُس شاہنشاہ عالی کا تذکرہ ہے جو ہندوستان میں خاندان مغلیہ کا بانی اور صفحہ تاریخ کے اول درجہ کے شاہنشاہوں میں جری۔ نبرد آزما گذرا ہے ۳ر

سوانح عمری ملا دو پیازہ مع تصویر

محمد جلال الدین اکبر بادشاہ کے دربار کا مشہور و معروف ملا دو پیازہ جسکی بات بات پر اکبری دربار قربان ہو جاتا تھا۔ اس کی زندگی کے تمام حالات نہایت درد انگیز پیرایہ میں لکھے گئے ہیں اور اسکے ساتھ ہی اسکے لطیفے جو اکبر اور بیربر سے ہوا کرتے تھے سب درج ہیں ۲ر

سرگذشت بوعلی سینا

یعنی شیخ الرئیس حکیم بوعلی سینا کی زندگی کے عام حالات مع فہرست انکی تمام تصنیفات کے درج ہیں۔ ۔ ۲ر

سیزدہ سالہ عہد حکومت سلطان عبد الحمید خان ثانی شاہنشاہ روم

یہ کتاب انگلستان کے ایک شہزادے نے قسطنطنیہ میں ایک مدت رہکر اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر سلطان المعظم کی سیزدہ سالہ حکومت کے متعلق لکھی ہے جس میں کمال خوبی کیساتھ حضرت سلطان کی قابلیت اور اس سے ٹرکی کے پیچیدہ مسئلے کو عملاً سلجھانے کے حالات درج ہیں۔ اس کا ترجمہ ایک ایسے واقف شخص سے کرایا ہے جس نے اصل کتاب کے برابر حالات حاشیہ پر لکھ دیئے ہیں جن سے یہ کتاب بجائے خود سلطنت عثمانیہ کی ایک مکمل تاریخ ہو گئی ہے اور علاوہ اسکے ۳۰ پورے صفحے کی تصاویر مع نقشہ ٹرکی کے لگائی گئی ہیں ... ... عگر

تذکرہ امیر

یعنی حالات و سوانح ضیاء الملت و الدین امیر عبد الرحمن خان والی دولت خدا داد افغانستان جس میں ابتداء سے تاریخ افغانستان و تمام قبائل کے حالات مندرج ہیں اور بہت ضروری نوٹ بھی دیئے گئے ہیں اسکے علاوہ جس قدر افغانستان کے متعلق لڑائیاں ہوئی ہیں سب کی جامع تاریخ۔ اور تمام معاہدوں کی نقل بھی شامل ہے ... ... ۔ عگر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد و ثنائے خالق ارض و سما و نعت حضرت ختم الانبیا بتائید رب و المنن خوشہ چین
خرمن ارباب سخن بغیر حوالہ آیات و اخبار و بلا شہادت کتاب و اقوال بزرگان روزگار حسب عند
و اقرار جیسا باہم قرار پایا اور حیطہ تحریر میں آیا چند سوال کا جواب باصواب بصد آہنگ یار از روئے
دلائل عقلی مختصر عرض کرتا ہے مگر طوالت سخن سے ڈرتا ہے **غنیمت**

مخاطب اند کے نازک مزاج است سخن کم کن کہ کم گفتن رواج است

(الف) شدہ سچنا آنند یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ کوئی کلمہ اوق و مضمون مغلق کہ جو مشکل سے سمجھا جائے
تحریر میں نہ آئے آسان کلام قابل فہم عام ہو کہ جس میں کسی کو تردد کا نہ مقام ہو +

لکھی جائیں دلیلیں وہ کہ جس کو عام بھی سمجھیں جو ہو مشکل سے مشکل بات وہ آسان سے آسان ہو
جو نیچے سے کہے کوئی اُسے پہنچے نہیں لکھتے کہ اُس کا رد بھی لے خاک ہر موقع پہ پھر آن ہو

ہر چند کہ سوائے ان وجوہ کے جواب تحریر میں آتے ہیں اور بھی دلائل غامضہ و مسائل مشکلہ ثبوت ہستی
واجب الوجود میں بہت سی موجود ہیں الا آسان طریقے پر اکتفا کر کے حسب عایت و ہدایت سہل سہل دلائل
کہ جن کو انصاف پسند فرمائینگے عرض کی جاتی ہیں پر شکر کا مقام ہے کہ اُس کی ہستی کا ثبوت
طلب ہے کہ جس کی ہستی پر خدائی گواہ اور اُس راہ میں ستفسل ہے کہ جسکے بتانے کو ہر شجر و حجر
برگ و گیاہ خضر راہ ہے اور ایسا کب ہو سکتا ہے کہ (الف) شدہ سچنا آنند سے دانائے
روزگار کہ جو ہم اشیاہ و ہم مثال ہیں فہم و فراست کے کام ریاست و سیاست کے انتظام
میں ارسطوئے وقت مشہور ہوں وہ کیفیات اثبات ہستی ذات خالق مخلوقات کے کہ جو چھوٹے
اور بڑے انسان دانا اور نادان پر ظاہر و باہر ہے مجبور ہوں۔ شاید کہ ہر طرح کی تحقیقات

مد نظر ہو کہ جس کے سبب سے ہر دین و ملت کی خیر ہو۔ اگر حقیقتاً اور کوئی انسان مخلوق ہو کر کسی سے
ہستی خدا کا ثبوت چاہے تو اُسکو یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ پہلے اپنی طرف دیکھے تو جانے اور پہچانے کہ
اُس سے بڑھ کر اور کوئی ہستی خالق نہیں۔ کیونکہ یہ خال و خد جسم و قد چہرہ مہرہ آپ سے آپ کہیں سے
نہیں آیا آخر کار خالق خلق ہی نے بنایا ہے۔ یہ تقریر وہ تحریر ہے کہ جس میں یہ لکھا ہوا ہو کہ میرے
کاتب کا کیا ثبوت ہے۔ ہر لکھا پڑھا دیکھکر یوں کہہ سکتا ہے کہ اے تحریر تو تو آپ اپنے کاتب کا
ثبوت ہے ہم سے اور کیا پوچھتی ہے آخر تجھ کو بھی کسی نے لکھا ہے (الف) سے معلوم ہوا کہ خود
بدولت نے نام میں الف اللہ کا قبول کیا۔ ہم کو اس کی ہستی کا نشان دیا۔ دل میں اعتقاد
خدائے یگانہ ہے۔ ظاہر تحقیقات مزید کے لئے ایک بہانہ ہے مگر شکر کا مقام ہے کہ میرے نام
میں جو (ب) تجویز ہوئی ہو وہ بھی منسوب بہ بائے بسم اللہ ہے اب الف کر سوال اول کا ب کی جانب سے جواب
ہوئی برعکس جو تدبیر تو مانا اس کو جب ہوا فسخ ارادہ وہیں جانا اس کو

سوال نمبر ا

خدا کی ہستی کا ثبوت

جواب

دلیل اول

جبکہ عالم بسبب تغیر کے حادث اور بوجہ حدوث کے ممکن اور بسبب امکان کے محتاج موجد کا ہے
تو اس صورت میں اگر موجد نہ ہو عالم بھی نہ ہو۔ حال آنکہ عالم موجود ہے پس موجد بھی موجود ہے یہی
موجد واجب الوجود جس کی تشریح یہ ہے جیسے موجد ایجاد سے۔ مصور مرقع سے اور نقاش نقشے سے
معمار مکان سے۔ نجار چوب منقش سے۔ کمہار برتن سے کہ جن کو سوائے ترکیب کے کچھ دخل نہیں۔
پانی مٹی درخت کے پیدا کرنے میں ان کی کچھ اصل نہیں ہر ایک اپنے فعل سے جیسا کہ علت
معلول سے فاعل مفعول سے پایا جاتا ہے۔ ویسے ہی وہ صناع عالم اپنے مخلوق کی صنعت سے۔ وہ
قادر مطلق بے انتہا طاقت و قدرت ہے۔ وہ خالق جزو و کل چھوٹی بڑی خلقت سے نظر آتا ہے ⁜

دلیل دوم

اگر وجود صانع کو قرار نہ دیں تو بسبب استلزام عدم اقبال صانع عدم مصنوع بھی
جاننا پڑتا ہے جو کہ مصنوع موجود ہے لہذا بجہت استلزام وجود مصنوعہ وجود صانع بھی
ماننا لازم آئیگا۔ سو وہی صانع واجب الوجود ہے ⁜

شاہد ہستی خالق ہے جو ہے خشک کہ تر | آپ ایجاد جہاں دیتا ہے موجد کی خبر
غیر موجد کے نہ ایجاد ہو پُرزہ ہو کہ پر | اپنے رخ کے پروپرزے پہ کرائے خاک نظر

نہ بنا خود نہ بنا کر کوئی لایا اُس کو
کہ یہی صانع قدرت نے بنایا اُس کو

مثال

جب سرِ راہ کفش پائے آدم کہ حقیقت میں وہ کچھ نہیں۔ اگر ہے تو قدم ہی آدمی کے چلنے پھرنے کو بتا دیتا ہے اور مینگنی اونٹ کے ہونے پر دلالت کرتی ہے ۔

ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہے | کہے دیتی ہے شوخی نقش پا کی

کیا یہ گروہ بنی آدم نقشہ گلزار عالم اپنے خالق و مالک کا نہیں پتہ دیتا ہے۔ یہ زمین و آسمان بایں شوکت و شان بے ستون و ارکان کیا یوہیں خودبخود بن بنائے کسی صانع کے معلق ہوا پر ایک رہے ہیں یا یہ فنوس شمس و قمر قنادیل کواکب و اختر روشن و منور بے ریسمان ادھر میں لٹک رہے ہیں۔ کیا ان کا کوئی نہیں بنانے والا ہے لسان انصاف و زبان صاف سے یہی کہنا واجب ہے۔ کہ بانی ان کا بھی حق سبحانہٗ و تعالیٰ ہے۔ یہ سب کچھ سامان ایک سبب سے ہے وہ سبب مسبب سے ہے ۔

ہے مسبب سے سبب اور ہے سبب سے خلق یہ | جو سبب جس شے کا ہے وہ فعل ہے اللہ کا

ہر عقیل و فہیم مگس شہد کو دیکھکر یہ کہہ سکتا ہے کہ کسی حکیم کامل نے چھوٹی سی مکھی ہیں دو اضداد یعنی شہد اور نیش زہر کو کس حکمت کاملہ سے یکجا جمع کیا ہے۔ یہ امر بغیر کسی حکیم دانا کے نہیں ہو سکتا اضداد کا جمع اور پیدا کرنا اسی خالق و حکیم کا کام ہے کہ جو رب انام ہے ۔

ضد سے ہر چیز کی ثابت ہوئی ہستی آکر | خود بخود یاں نہ بزو گرگ و پلنگ و روباہ
آپ سے آپ یہاں ہیں نہ سپید اور سیاہ | یوہیں یاں ہیں نہ شب و روز یہ شام و پگاہ

اس کی ہستی ہی سے ہستی و عدم قائم ہے
یہ فنا اس کی ہے ضد جس کو بقا دائم ہے

صانع دہر پہ ہر چیز کی صنعت ہے گواہ | اک وہی قادر مختار ہے قدرت ہے گواہ
ہے حکیم دو جہاں ایک وہ حکمت ہے گواہ | ہستی خالق مخلوق پہ خلقت ہے گواہ

یوں ہے مخلوق سے خالق کی صداقت یاں پر

جیسے کاتب کی کتابت سے شہادت پائی

دلیل سوم

پیدا کرنیوالا اس جہان کا پایا گیا ہے کہ ہم بعض چیزوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ دنیا میں پائی جاتی ہیں اور کبھی نیست و نابود ہو جاتی ہیں۔ جیسا کہ آگ کہ وہ کبھی لکڑی وغیرہ میں پائی جاتی ہے اور جبکہ وہ جلکر راکھ ہو جاتی ہے تو اُس میں سے آگ بالکل نیست و نابود ہو جاتی ہے بنا بر ظاہر کے یا حقیقت کے اسی طور آدمی کبھی موجود ہوتا ہے اور چلتا پھرتا ہے اور کبھی مر جاتا ہے تو نیست و نابود ہو جاتا ہے اس بات سے یہ معلوم ہوا کہ ایسی چیزوں کی حقیقت یعنی ذات اُن کی اپنی ہستی کو نہیں چاہتی ورنہ یہ چیزیں ہمیشہ موجود رہتیں اور کبھی نیست و نابود نہ ہوتیں اور اگر ان کی ذاتیں اپنی نیستی کو چاہتیں تو وہ کبھی ہست نہ ہوتیں یعنی پائی نہ جاتیں تو انکے کبھی ہست ہونے اور کبھی نیست ہونے سے یہ معلوم ہوا کہ ہست ہونا اور نیست ہونا ان چیزوں کا باعتبار نظر کرنے ان کی ذاتوں کے برابر و یکساں ہے ایسی چیزوں کو ممکن کہتے ہیں اور بعض چیزوں کی ذاتیں اپنی نیستی کو چاہتی ہیں یہی باعث ہے کہ ایسی چیزیں ہمیشہ سے نیست و نابود رہتی ہیں اور ہمیشہ نیست و نابود رہیں گی۔ ایسی چیزوں کا نام محال ہے۔ انہیں محالات سے یہ دو باتیں ہیں کہ ایک جگہ پر ایک وقت میں جمع ہونا سپیدی خالص اور سیاہی خالص کا ایک چیز کا ایک وقت میں ہست اور نیست ہونا ممکن نہیں سب عاقل یقینی جانتے ہیں کہ ذات اُن کی اپنی نیستی کو چاہتی ہے یہ بات ہرگز موجود نہ ہوگی کیونکہ یہ دونوں لیاقت وجود کی نہیں رکھتیں اور بعض چیز کہ ہستی اُس کی ذات کے لئے ضرور ہوتی ہے ذات اُس کی اُس کی ہستی کو چاہتی ہے ایسی چیز ہمیشہ سے پائی جاتی ہے اور ہمیشہ باقی رہتی ہے اسی کو واجب الوجود کہتے ہیں وہ حق سبحانہ و تعالیٰ ہے ❊

یہ ہستی ہے یا نیستی کر یقیں   کوئی اُن میں ذاتِ بشر سے نہیں
نہ ہوتا ہو گر خالق کی ذات سے   تو پیدا نہ ہو خود کسی بات سے
جو ہوں ذات سے اپنی پیدا یہاں   نہ ناپید ہوں آپ اہل جہاں
یہ نہیں آپ سے آپ ہستی نہیں   مناسب یہاں خود پرستی نہیں
جو تھے ذات سے اپنی نابود ہم   ہوئے کس طریقے سے موجود ہم
اٹھی کس طرح سر سے شان عدم   رہے کیوں نہ نام و نشانِ عدم
جو ہم آپ سے آپ موجود ہوں   کہو کس طریقے سے نابود ہوں

جو ہم آپ سے آپ پیدا ہوئے — کہو آپ پھر آپ کیونکر ہوئے
نہیں چاہتی ہے یہ ذاتِ بشر — کہ یاں ہووے آخر حیاتِ بشر
قضا سے اماں رات اور دن نہیں — یہ مرنا بھی ممکن ہے ممکن نہیں
بونہیں بنتی یو نہیں ہستی نہیں — یہ گھر کی بلندی و پستی نہیں
نہ ذاتوں کی جانب سے نے دور سے — نمودِ جہاں ہے کسی اور سے
وہ ہے کون جز خالقِ پاک ذات — ہے قبضے میں جسکے حیات ممات
ہمیشہ سے ہے خالقِ دوسرا — نہیں اُس کی کچھ ابتدا انتہا
اگر مصلحت ہے تو افعال میں — مگر ہے ہمیشہ وہ اک حال میں
ہمیشہ سے ہے جو کسی طور سے — ہمیشہ رہیگا اُسی طور سے

اس میں کچھ شک و شبہ نہیں کہ عورت ۔ مرد ۔ جوان ۔ لڑکا ۔ بوڑھا یا در نہیں کہتے کہ ایک نقطہ یا لکیر یا فرش حریر یا حصیر یا چھوٹا سا برتن یا کھلونا یا چھوٹی سی کوٹھڑی آپسے آپ بنا بنانیوالے کے پیدا ہو جائے اور بن جائے جبکہ آپسے آپ پیدا ہونا ایسی چیزوں کا نہیں ہو سکتا حالآنکہ آدمی کو سوائے جمع کرنے مٹی اور ملانے پانی اور گوندھنے اور درست کرنے اُسکے کے اور کچھ دخل نہیں اور مٹی اور پانی کا پیدا کرنا ہم آدمیوں سے نہیں ہوسکتا ۔ اسی طرح کوٹھڑی کے بنانے میں بھی سوائے جمع کرنے مٹی اور پانی اور اُٹھانے دیوار اور چھاپنے چھت کے اور کچھ نہیں ہوسکتا تو آپ ہی آپ پیدا ہو جانا آگ و پانی و خاک و آدمیوں و جانوروں و گھاس اور درختوں کا کب ہوسکیگا ۔ بلکہ صریح محال ہے تو اُس سے معلوم ہوا ۔ کہ ان سب چیزوں کا پیدا کرنیوالا اور بنانیوالا کوئی اور ہے ۔ اور اس پیدا کرنیوالے کا واجب الوجود ہونا ضروریات سے ہے سو وہ ہی حق سبحانہٗ و تعالےٰ ہے ✦

دلیل چہارم

بعض چیزیں ایسی ہیں کہ اُن کو آنکھ سے نہیں دیکھا ۔ لیکن اوروں کے بیان سے اُنکے ہونیکا یقین کیا جیسے کہ شہر لندن و امریکہ تو عقل کے نزدیک جسے ہزار آدمی کہیں وہ امر یقینی ہو جاتا ہے تو پس جبکہ خداوند عالم کے ہونے پر حکما و فلاسفر و انبیاء و اوصیاء از روئے تجربہ و تقرب درگاہ الٰہی کے ہیزدہ ہزار عالم اس کے ہونیکا اقراری ہے ۔ تو ہر ایک کی زبان پر یہی کلمہ جاری ہے ✦

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ہر ورق دفتریست معرفت کردگار

اور یہی ایک ایسی حجت ہے جس کا جواب نہیں +

جن سے لاکھوں معجزے وہ سب خدا کے ہیں مقر قول حجت ہے یہیں مردان حق آگاہ کا
تھا جو مسجود ملائک سجدۂ حق کو جھکا آدمی پیرو نبی آدم صفی اللہ کا
چاہیئے اُس سے مدد جو تھا نگہباں ہر گھڑی نوح کا پانی میں آتش میں خلیل اللہ کا
بحر و بر میں راہ پر جس کے ہیں الیاس خضر دھیان شہروں میں ہے ہر وقت انکی راہ کا
عاشق ذکر خدا تھے موسیٰ دریا شگاف ہم زباں بحر سخن میں ہو کلیم اللہ کا
جس نے باندھی ہے ہوا دونوں کی اس سے ہوشیار نے سلیماں کا ہو عاشق نے سلیماں جاہ کا
طاعت حق میں فرشتوں سے ہیں ہم پہلو مسیح دم غنیمت ہے فلک پر آج روح اللہ کا

چھوڑ کر تثلیث کو آئے رہِ توحید پر
تین رستوں پر یقین ہوتا ہے کب اک راہ کا

ثبوت وحدانیت کا

اس واسطے لکھا جاتا ہے کہ شاید کوئی یہ خیال کرے کہ خدا دو ہیں نہیں وہ ایک ہے

دلیل اوّل

اگر واجب الوجود منحصر ایک فرد میں نہ ہو تو چاہیئے کہ متعدد ہوں۔ اقل مرتبہ دو ہوں تو اس صورت میں ضرور ہے کہ اُن میں دو چیزیں پائی جائیں ایک وہ جس میں دونوں شریک ہوں۔ اور وہ وجوب وجود ہے اس واسطے کہ دونوں واجب الوجود فرض کئے گئے ہیں۔ اور دوسرے وہ چیز ہو۔ کہ جس کے سبب سے آپس میں امتیاز پائیں۔ اور دو کہلائیں۔ اس واسطے کہ اثنینیت کے واسطے آپس میں تمیز ضرور ہے۔ پس ہر واجب دو چیز سے مرکب ہوگا۔ ایک مابہ الاشتراک اور دوسری مابہ الامتیاز۔ اور جب مرکب ہوگا تو حادث اور محتاج طرف اجزا اور ترکیب کے ہوگا۔ اور حدوث اور احتیاج واجب الوجود سے محال ہے اس واسطے کہ حدوث اور وجوب باہم دیگر ضدیں ہیں۔ ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے +

دلیل دوم

مثلاً دو خدا ہوں اور ایک کا ارادہ کسی چیز کے پیدا کرنیکا ہو دوسرا خدا اُس کو مانع ہو یا نہ ہو اگر مانع ہوگا تو عجز خدائے اول کا لازم آئیگا اور جو مانع نہ ہوگا اور منع نہ کرسکیگا تو عجز خدائے ثانی کا لازم آئیگا۔ اور عجز شان اُلوہیت سے بعید ہے کیونکہ جو عاجز ہوگا وہ خدا نہ ہوگا اور اگر دونوں کی مرادیں اور ارادے مختلف واقع ہونگے تو اجتماع ضدین لازم آئیگا یہ بھی محال ہے کہ ایک شے کو گول بنادے اور دوسرا چپٹا اور زمانۂ واحد میں وہ دونوں کا اثر قبول کرے یعنی گول بھی بن جائے اور چپٹا بھی ہوجائے اس کو اجتماع ضدین کہتے ہیں +

دلیل سوم

مثلاً اگر دو واجب الوجود ہوں تو ضرور ہے کہ دونوں واجب جملہ صفات الوہیت کے ساتھ متصف ہوں از انجملہ ایک قدرت بھی ہو تو چاہئے کہ جو چیز ایک واجب کے تحت قدرت میں ہو تو وہ چیز دوسرے واجب کے بھی تحت وقدرت میں ہو تاکہ عجز کسی کا لازم نہ آئے۔ پس جب یہ بات ضروری ہے تو کہتے ہیں کہ اگر مثلاً دونوں واجب ارادہ کریں ایک مقدار معیّن کے پیدا کرنیکا زمانہ معین میں پس اگر وہ دونوں واجب اس کی علت مستقلہ ہونگے تو توارد عامل مستقلہ کا لازم آئیگا۔ اور یہ باطل ہے۔ کیونکہ اگر ایک علت کافی ہے تو دوسری علت لغو ہوگی اس واسطے تحصیل حاصل کی محال ہے یعنی محال ہے کہ کوئی شخص پیدا کی ہوئی چیز کو پھر پیدا کرے۔ اور اگر باوجود تساوی قدرت وہ چیز ایک سے تو وقوع میں آئے اور دوسرے سے وہ وقوع میں نہ آئے تو ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی یہ بھی محال ہے کیا معنی کہ تین حال سے خالی نہیں کہ وہ دونوں خدا یا تو وہ قوی ہیں یا دونوں ضعیف یا ایک قوی دوسرا ضعیف پس اگر دونوں قوی ہیں تو کیا باعث ہے کہ ایک دوسرے کو دفع نہیں کرسکتا اور آپ تدبیر میں منفرد اور تنہا نہیں ہوجاتا؟ اور اگر دونوں خدا ضعیف ہیں۔ تو دونوں خدا بسبب عجز کے نہ ہونگے اور اگر ایک قوی ہے اور دوسرا ضعیف تو ضعیف خدا نہ ہوگا اور اگر ایک خدا دوسرے خدا کے دفع کرنے پر قادر نہیں تو عاجز ہے عاجز خدا نہ ہوگا اور جو اُسکے دفع کرنے پر قادر ہے وہ دفع نہیں کرتا تو دو حال سے خالی نہیں کہ یا تو سب کام اُسنے اپنے اختیار سے اُسکو سپرد کردیا ہے تو ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی یا یہ کہ مستلزم تعطل اور استغنا کا ہو یعنی خدا دوسرا بیکار اور مستغنی الیہ ہوگا یہ بھی بعید ہے کہ خدا معطل اور بیکار رہے اور کسی کو اسکی طرف احتیاج نہ ہو اور اگر کوئی کہے

کہ ممکن ہے کہ اپنی موافقت سے کبھی وہ کام کرتا ہے اور کبھی وہ تا تعطل کسی کا لازم نہ آئے تو ہم کہینگے اس صورت میں تعب و کلال و ماندگی ہر واحد کی لازم آئیگی کہ ایک خدا تھک کر دوسرے کو اپنا کام سپرد کرتا ہے اور آپ آرام کرتا ہے۔ یہ امر بھی خدا پر جائز نہیں کہ اپنے کام میں دوسرے کی اعانت کا محتاج ہو ؛

کریں گے اسے سارے فرقے قبول — کہ توحید ہے اپنے دیں کا اصول
یہ ہے اہل تثلیث کو بھی یقین — کہ اس دین میں تین تیرہ نہیں
زباں پر بھی کلمۂ نیک ہے — خدا ایک ہے ایک ہے ایک ہے
دو گوش و دو چشم و دو لب و منخریں — جو ہے صنعت خالق مشرقین
انہیں سے سمجھ ایک کا راز ایک — کہ سنتے ہیں دو کان آواز ایک
دوئی سے ہے وحدانیت کا ظہور — کہ روشن ہے دو آنکھ میں ایک نور
دو لب جملہ دندان زبان و دہن — بہم مل کے کرتے ہیں سب اک سخن
عیاں ہے لبوں سے سخن ایک ہے — بہت سی ہیں باتیں دہن ایک ہے
اسی کا ہے گل سونگھ سو جا ہے — کہ بو ایک آتی ہے دو راہ سے
گزر گو ہو خشک و تر راہ سے — اُسے ایک واتا ہے ہر راہ سے

فائدہ

جاننا چاہیئے کہ واحد اور احد اور فرد اور وتر کہ یہ چاروں اسمائے الٰہی کے وارد ہیں بحسب معنی نزدیک ایک دوسرے کے ہیں پس واحد کے چار معنی ہیں از انجملہ باعتبار دو معنے کے تو اطلاق واحد کا خدا تعالےٰ پر صحیح ہے اور باعتبار دو معنے کے اطلاق اس کا خدا پر صحیح نہیں ہے پس اوّل دو معنی کا کہ جنکے باعتبار اطلاق اسکا خدا پر صحیح ہے ہم نے لکھا ہے یعنی خدا اپنے کمالات میں یکتا ہے اور موجودات میں اپنا شبیہ و ہمتا اور شریک نہیں رکھتا جیسا کہ کہتے ہیں کہ فلاں یکتائے زمانہ ہے پس یہ معنے واسطے خدا کے ثابت ہیں اور دوسرا تا دان کا یہ ہے کہ منقسم نہیں ہوتا نہ وجود خارجی میں نہ ذہنی میں اور خداوند ہمارا ایسا ہی ہے اور وہ دو معنے کہ جنکے باعتبار اُن کو واحد نہیں کہہ سکتے ایک اُن میں سے یہ ہے کہ مراد واحد سے واحد عددی ہو یعنی دو میں کا ایک پس جبکہ دوسرا اپنا رکھتا ہوگا اور ثانی اُس کا ہوگا وہ کیونکر ہوگا دو میں کا ایک لہٰذا خدا کو ان معنی سے احد نہیں کہہ سکتے مراد اس سے یہ ہے کہ دو خدا نہیں چوتھے واحد جنسی ہے جیسا کہ کہتے ہیں کہ فلاں شخص

ایک ہی ہے آدمیوں میں سے یعنی ایک فرد ہے افراد جنس یا نوع انسانی سے پس با این معنی بھی خدا کو واحد نہیں کہہ سکتے۔ اس واسطے کہ یہ امر مستلزم ہے تشبیہ خالق کو ساتھ مخلوق کے۔

اِک اُسی کی ہے دو ہائی دوجہاں میں رات دن ۔۔۔ اِک وہی فریادرس ہے ہر گدا کا شاہ کا

اِک اُسی کا لائے ہیں پیغام سارے انبیا ۔۔۔ شاہ سب پڑھتے ہیں خطبہ ایک شاہنشاہ کا

انبیائ اوصیائ اولیا جتنے ہوئے ۔۔۔ سب نے بتلایا ہے رستہ ایک ہی درگاہ کا

اور بھی ہوتا اگر در غیر درگاہِ خدا ۔۔۔ کوئی تو رستہ بتاتا دوسری درگاہ کا

کہتے ہیں سب انبیا کوئی شریک اُسکا نہیں ۔۔۔ بول اُٹھتا گر کوئی ہوتا شریک اللہ کا

جب کہا بےمثل ہے وہ مثل اسکے ڈھونڈکر ۔۔۔ بند کرتا مُنہ کوئی خاصانِ اہل اللہ کا

اُس نے بھیجے لاکھ مرسل دوسرا ہوتا اگر ۔۔۔ کوئی تو پیغام لاتا دوسرے اللہ کا

اُس نے تو بھیجے صحیفے اور کتابیں عرش سے ۔۔۔ آیا پرچہ اور یاں کس راہ تمہارے راہ کا

جب کہا سب نے کہ ایسا صاحبِ قدرت ہے وہ ۔۔۔ اور زورآور کو موقع تھا یہی جنگاہ کا

جنگ دو شہ سے ہوا اک کشور میں ہو اندھیر جب ۔۔۔ ہو عمل اِک برج میں جس روز مہر و ماہ کا

گر خداوند بھی ہوتے دو مگر اک شکل پر ۔۔۔ انتظام ایسا نہ رہتا عالمِ جاں کاہ کا

ایک ہونیکا خدا کے دو جہاں میں شور ہے ۔۔۔ دوسرا ہوتا تو کرتا ردّ بھی اس افواہ کا

ہے عجائب گھر یہ دنیا کہتی ہے ہر شے یہی ۔۔۔ کوئی کاریگر بڑا ہے اس نمایش گاہ کا

اپنے موقع پر ہے ہر شے منتظم کی ذات سے ۔۔۔ کہہ رہا ہے یہ قرینہ اس نمایش گاہ کا

سب بگڑنے کو بنا ہے کھیل صنعت دیکھئے ۔۔۔ سوانگ بےموقع نہیں ہے اس تماشا گاہ کا

شے عبث کوئی نہیں اس سے ہے تصدیق حکیم ۔۔۔ کاہ بھی بےجا نہیں اس عالم جان کاہ کا

اوّل و آخر ہے وہ ہے علم اس کا عینِ ذات ۔۔۔ قاعدہ دور تسلسل کا ہے قاطع راہ کا

قاعدے کا سر دیا نامِ الٰہی میں ہے یوں ۔۔۔ قاعدے میں سلسلہ ہے جیسے خلق اللہ کا

دلیل چہارم

جیسے کہ تم یہ ٹھیرالو کہ کوئی واجب الوجود نہیں پایا گیا تو اُن چیزوں ممکنوں کی پیدائش نہ ہوگی مگر آپس میں اور یہ بات دو طرح سے خالی نہ ہوگی جیسا کہ لوگ گمان کرتے ہیں ایک طرح اُن میں سے یہ ہے کہ ایک کو دوسرا پیدا کرے اور دوسرے کو پھر وہی پہلا

پیدا کرے یا ایک کو دوسرا پیدا کرے اور دوسرے کو تیسرا اور تیسرے کو چوتھا۔ اسی طرح
سے کچھ عدد تک پھر اُسکے تمامی والے کو پہلا پیدا کرے دونوں طرح ظاہر البطلان ہے اس کو
دور کہتے ہیں۔ پہلی تقریر میں ایک واسطہ ہے اور دوسری تقریر میں کئی واسطے ہیں اگرچہ
اس احتمال کو بعض لوگ کہتے ہیں لیکن ظاہر یہ احتمال قابل ذکر اور بیان کرنیکے نہیں
کیونکہ احتمال کا باطل ہونا اُس مرتبے پر ہے کہ کسی شخص پر عوام اور لڑکوں صاحب عقل
اور تمیز سے چھپا نہیں۔ کیونکہ پہلی بات ان دونو باتوں سے مشابہ اسی کے ہے۔ کہ کوئی
کہے کہ "ایک بیٹا پیدا ہوا ہے اپنے باپ سے اور اُس کا باپ پیدا ہوا ہے اُسی اپنے بیٹے سے" اور
دوسری مشابہ اس کے ہے کہ کوئی وہی شخص یا غیر اُس کا کہ ایک بیٹا پیدا ہوا اپنے باپ سے اور باپ پیدا
ہوا اُسکے دادا سے اور دادا اُس کا اُسکے پردادا سے پھر پیدا ہوئے یہ یا وہ شخص کہ اُس سے بلند ہے اپنے
پوتے پڑپوتے سے۔ خلاصہ اس تقریر کا یہ ہے کہ ایک چیز اپنی ذات سے پہلے موجود ہو جبکہ یہ طرح بھی
باطل ہوئی تو معلوم ہوا کہ پیدایش ہم ممکنوں کی اس طرح پر نہیں ہوئی اور دوسری طرح یہ ہے کہ ایک کو
دوسرا پیدا کرے اور دوسرے کو تیسرا اور تیسرے کو چوتھا۔ اسی طرح سے پیدا ہونا کارخانہ چلا جائے
اور اُس کے لئے کبھی کسی عدد تک انتہا اور تمامی حاصل نہ ہووے۔ اس طرح کو تسلسل کہتے ہیں لیکن
یہ طرح بھی پیدایش ممکنات کی نہیں ہو سکتی۔ اس واسطے کہ جو سلسلہ یعنی زنجیرہ بندی خواہ اُن [illegible]
علت سے یعنی پیدا کرنے والوں سے اور معلول سے یعنی اُن چیزوں سے کہ ان سے پیدا ہوتی ہیں
اور خواہ غیر اُن کے کے موجودات عالم میں سے کہ بالفعل اپنے [illegible] ہیں تم خیال کروگے کہ غیر
متناہی ہیں یعنی اُن کے لئے انتہا اور تمامی نہیں تو ہم اُن کے لئے انتہا اور تمامی دلیل سے انشاءاللہ
ثابت کردینگے۔ خواہ اُس کی چیزیں ترتیب سے ہوئیں وہ یا غیر ترتیب کی جیسا کہ ریت جنگل اور بیابان
کی ہوتی ہے وہ دلیل یہ ہے کہ ہم یقینی جانتے ہیں کہ دہائیے اور سیکڑے اسکی چیزوں کے جبکہ
حساب کئے جائیں اور خیال میں لائے جائیں تو وہ تمام ہو جائیں گے قبل اکائیوں اُسکے کے
اور انتہا اور تمامی اول کی قبل آخر کے بدیہی ہے۔ مثلاً جبکہ ہزار گوسفند ہوں تو اکائیاں اُن
کی ہزار ہوئیں اور سیکڑے اُس کے دس اور دہائے اس کے سو ہیں اور ظاہر ہے کہ گنتی
اکائی اس کی کی زیادہ ہے دہائیوں اس کی سے اور دہائیاں اُس کی زیادہ ہیں سیکڑے سے
اس کے سے۔ اسی طرح قیاس کر لاکھوں اور کروڑوں اور پدموں اور سنکھوں کو اور
جبکہ اُس کے دہائے اور سیکڑے کے لئے انتہا اور تمامی ہووے۔ پس اگر کچھ عدد بالفرض

بعد دہاکہ اور سیکڑے کے باقی رہینگے۔ مثلاً ایک سے نو تک تو ضرور ہے کہ وہ سیکڑے اور دہاکے کم ہونگے تو اُس کے لیئے یقینی انتہا اور تمامی ہوتی ہے اور اگر کوئی عاد بعد دہاکوں کے باقی نہ رہا تو پہلے ہی انتہا لازم آئی اس واسطے کہ دہاکہ پہلے اکائیوں کو گھیرے اور احاطہ کئے ہوئے ہیں تو وہ سب چیزیں کہ جو تم نے خیال کیا تھا۔ کہ اُن کے لیئے باوصف موجود ہونے کے بالفعل انتہا اور تمامی نہیں ہے۔ غلط ٹھیرا۔ یہی ہمارا مطلب تھا اس دلیل سے۔ فلہ الحمد والمنتہ جب یہ بات ثابت ہو چکی کہ کوئی تسلسل ایسا نہیں نکل سکتا۔ کہ اس کے لیئے انتہا اور تمامی نہ ہووے تو یہ معلوم ہوا۔ کہ دوسری طرح بھی پیدایش ہم سے ممکنوں کی نہ ہوسکے گی۔ اور اور بھی دلیل سے ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ اگر سلسلۂ علت اور معلول میں سب ممکنات ہوویں تو یہ سب بمنزلہ ایک ممکن کے ہونگے اور عدم اور ہستی ان سب پر روا ہوگی۔ پس جبتک کہ کوئی اور موجود خارج ان کے سلسلے سے کہ عدم اُس پر روا نہ ہو نہ پایا جائے اور وہ ان سب کی علت وجود کی نہ ہووے ان سب ممکنات کا وجود نہ ہوسکے گا اور ضرور ہے کہ ایسے وجود کی ذات خود ہستی کو چاہتی ہووے اور وہ اپنی ہستی میں پیدا کرنے والے کی طرف محتاج نہ ہووے اور جب اس کی ذات اس کی ہستی کو چاہے گی تو یقینی اس کی ہستی ضرور ہووے گی تو وہ ہمیشہ سے رہا تھا اور ہمیشہ یعنی مدام رہیگا۔ اسی کو واجب الوجود کہتے ہیں۔ اور وہ حق سبحانہٗ وتعالےٰ ہے +

نہیں منحصر یہ بد و نیک پر | شہادت دو عالم کی ہے ایک پر
خدائی نے جانا کہ وہ ایک ہے | دو عالم نے مانا کہ وہ ایک ہے
مجھے چاہئیں یاں پہ ایسے گواہ | نہ خلقت میں ہوں اور ویسے گواہ
جو اللہ کا علم ہے عین ذات | نہ باہر ہوں اُن سے گواہ صفات
ہر اک علم و فن میں ہوں اول گواہ | فضیلت میں سب سے ہوں افضل گواہ
کوئی سلسلہ اُن سے آغاز ہو | جو دو ہوں مگر ایک انداز ہو
کروں آج میں پیش ایسے گواہ | کہ جیسی شہادت ہو ویسے گواہ
بتا دوں گواہوں کا جس دم نشان | کہیں دیکھا اُن کو خورد و کلاں
عبث یہ نہ دنیا میں پیدا ہوئے | گواہی کی خاطر ہویدا ہوئے

جو ہیں ایک سے ایک دونو گواہ — انہیں باب توحید میں لو گواہ
کئے جن کے اوصاف اُس دم بیاں — گواہی کو دیتا ہوں انکا نشاں
جو کہتے ہیں رب صمد ایک ہے — الف ایک ہے وہ عدد ایک ہے
الف پر کرو غور بہرِ خدا — کہ ہے ایک اول میں سب سے جدا
یہ دیکھو کہ بے مثل ہے یہ نہیں — کوئی حرف اس سے مشابہ نہیں
کسی میں تو کچھ کچھ کہیں فرق ہے — تو نقطہ کا اس میں نہیں فرق ہے
جو اللہ سے ہے الف یہ رجوع — تو اس سے ہر اک علم کا ہے شروع
الف سے جو ابجد کو اک راہ ہے — ہر اک اسکے حرفوں میں واللہ ہے
وہ کیا ہے جو ابجد کے اندر نہیں — ثنا اس کی اس حد کے اندر نہیں
بتاتا ہے مفتی نہ قاضی مجھے — یہ کہتا ہے علم ریاضی مجھے
کہ ہے ایک سے ابتدائے حساب — تو اوپر نہیں اُس سے جائے حساب
دیا ایک نے ایک کا جب نشاں — چلا ایک سے پھر حساب جہاں
جو دونوں پہ ہے ایک اسکی مدد — تو اوپر نہیں اُن سے حرف و عدد
جو اول ہیں حرف و عدد ایک ہے — تو پھر ایک کی یہ سند ایک ہے
وہ دیکھے جسے عقل کی ہو نگاہ — کہ ہیں ایک کے ایک دونوں گواہ
جو موجود خلقت میں ہے یہ مثال — خدا پر کرو اس سے بڑھ کر خیال
کہ علم خدا اس قدر ہے بسیط — دو عالم ہیں نقطہ میں اُسکے محیط
یہ ابجد ہے نقطے کے اندر کہیں — کوئی اُس کے حرفوں سے باہر نہیں
جو نام الٰہی کو دیکھو ذرا — یہ حرفوں کی ہے ابتدا انتہا

دلیل پنجم

اکثر لوگ ایسا بھی کہہ دیتے ہیں کہ ہمارا معبود و خالق کوئی نہیں ہم آپ پیدا ہوئے تو اس میں بھی پہلے روح کا یا کسی عضو کا اعضائے جسم سے ہونا ضرور ہے تاکہ دوسرے عضو یا بدن کو اختیار کرے اور روح کے بھی پہلے ہونے یا نہ ہونے میں گفت و گو نہیں۔ بحث یہ ہے کہ روح با اختیار خود ہے یا بغیر اختیار خود ہے تو چاہیے کہ اپنے اختیار سے

اعلےٰ صورت کہ کسی عضو میں فرق نہ ہو اختیار کرے سو یہ بات بھی پائی نہیں جاتی۔ کیونکہ ہم اُن لوگوں کو جو خدا کو مانتے ہیں بہ نسبت اُن لوگوں کے جو اپنا ہونا اپنے آپ سے بیان کرتے ہیں اچھی صورتوں میں پاتے ہیں تو پیدا ہونا بھی اپنے اختیار سے پایا نہیں جاتا ورنہ سب سے اچھی صورت اپنے آپ اختیار کرتے۔

اپنی ہستی پہ اگر مختار ہوتی خلق یہ　　　کون لیتا آپ سے غالب یہاں روباہ کا

اور جو بعض کا یہ خیال ہے کہ میلے کپڑوں میں جوئیں آپ سے آپ پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور دہی اور گوبر کو کسی متعفن مادے میں دبانے سے بچھو پیدا ہو جاتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ جواب اس کا یہ ہے کہ ایسی چیزوں کے پیدا ہو جانے کے کچھ نہ کچھ اسباب ہوتے ہیں۔ اب ہم اُن اسباب کی طرف نظر کرتے ہیں کہ وہ بھی ممکنات ہیں۔ ایسی صورت میں اُن کے لئے بھی کوئی پیدا کرنے والا ضرور ہے۔ آخر یہ ہے کہ وہ تمام اسباب کہ جن سے ایسی چیزیں ظہور میں آتی ہیں باعتبار اپنے وجود کے ایک واجب الوجود تک منتہی ہوں اگر کہا جائے کہ ترکیب عناصر کہ جو آپس میں مختلف ہیں خود بخود ہوئے تو ہم کہتے ہیں کہ ان اضداد کا جمع کرنے والا ضرور کوئی ہونا چاہیئے۔ سو وہ وہی حق سبحانہٗ وتعالےٰ ہے۔

چار عنصر مختلف بھی متفق ہیں حکم سے
اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا ثبوت اللہ کا

چار عنصر مخالف و سرکش　　　چند روزے بوند باہم خوش
گر یکے زیں چہار شد غالب　　　جان شیریں بر آید از قالب

سوال نمبر۲

خدا ہم سے جدا ہے یا ہم میں موجود

جواب

خدائے تعالےٰ اپنی عظمت وجلال اور اپنی اُن تمام صفات کمالیہ کے اعتبار سے جو ازلیت وابدیت کے شایاں ہیں اپنی تمام مخلوق کی صفات سے بالکل علیحدہ ہے کہ جسکی علیحدگی کی مثال ہم کسی دو مخلوق چیزوں کی علیحدگی سے نہیں دے سکتے۔

لیکن اس اعتبار سے کہ تمام اشیاء کی حقایق قبل وجود وقت وجود بعد وجود اُسکے علم میں اسی طرح موجود ہیں جیسا کہ وہ فی الواقع ہیں۔ اور تمام ممکنات اسکی قدرت کے اعتبار سے ایسی ہیں کہ اُن میں ہر قسم کا تصرف جس طرح چاہے کر سکتا ہے ہم کہتے ہیں کہ وہ انسان اور باقی اپنی تمام مخلوقات اور معلومات سے از روئے علم و حکمت شامل اور نزدیک تر ہے کہ جس کی نزدیکی کی مثال بھی ہم کسی اور مخلوقات کے قرب سے نہیں دے سکتے +

وہی کچھ ہے یاں اور ہے کچھ نہیں — وہ سب کچھ ہے یاں اور شئے کچھ نہیں
وہ ہے پاس پر جسم و سر سے الگ — وہ ہے آنکھ میں پر نظر سے الگ
کوئی بھید ہے اس کے باہر نہیں — کہ ہے دل میں وہ دل پہ ظاہر نہیں
وہ ہے ساتھ دم کے بھی دم سے الگ — ہمارے نہ شامل نہ ہم سے الگ
زباں کے بھی اوپر زباں سے الگ — ثنائے خدا ہے بیاں سے الگ
نہیں ایک جا پر ہے ہر جا ہے وہ — جو ظاہر ہے اُس میں ہی اخفا ہے وہ
جدا خلق سے اور خالق جدا — محیط خلایق ہے علم خدا
کسی چیز میں وہ سماتا نہیں — خیالوں میں لوگوں کے آتا نہیں
عجب لطف و حکمت ہے ہر جگہ — نہیں اُس سے واقف کوئی گھر جگہ
عجب شان ہے ہر مکاں پر ہے وہ — نہیں کوئی کہتا کہ یاں پر ہے وہ
سخن یہ کسی کی زباں پر نہیں — کہ یاں تو ہے وہ اور واں پر نہیں
وہیں ہے وہ موجود ڈھونڈو جہاں — مکاں اُسکے سب ہیں وہ ہے بے مکاں
الگ اُس سے یہ دار فانی نہیں — مکانی نہیں وہ زمانی نہیں
بدن ہو جو اُس کے تو ہو گھر جگہ — خدا علم و حکمت سے ہے ہر جگہ

سوال نمبر ۳

روح اور جسم کے درمیان کیا تعلقات ہیں؟

جواب

ایک نسبت قریب ہے جو کہ کسی مادی اور غیر مادی کے درمیان ہو سکتی ہے وہ وہی تعلق ہے جو جسم اور روح کے درمیان ہے اس کی تشریح اس طرح پر ہے کہ ارواح دو قسم کی ہیں۔ ارواح کاملہ کہ جنکے تمام کمالات جو انکے لئے ہو سکتے ہیں بالفعل موجود ہیں جیسے کوئی کمال کسی خارج سے

زائل ہو سکتا ہے اور نہ زیادہ ترقی پر ہو سکتا ہے کیونکہ جو چیز مادی سے بالکل محروم ہو اس میں یہ ثابت ہو گیا ہو کہ قوت قابلہ نہیں اس لئے روح کامل نہ کوئی چیز حاصل کر سکتی ہو اور نہ اس میں حاصل شدہ شے کم ہو سکتی ہے ایسی ارواح کو ملائکہ سے تعبیر کرتے ہیں وہ ارواح ناقصہ ہیں جن میں وہ کمالات جو اُن کیلئے زیبا ہوں بالفعل اُن کو حاصل نہیں۔ بلکہ کسی وسیلہ سے اسکی طاقت کی حد تک حاصل ہو سکتے ہیں لیکن میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ غیر مادی چیزوں میں قوت قابلہ نہیں اس لئے روح اپنے تمام کمالات بذات خود بغیر کسی وسیلے کے حاصل نہیں کر سکتی یہی نقص اسکا اُس کی ایک ایسی حالت ہے جو اُس کو مادی سے باعتبار مشابہت کے قریب تر کرتا ہے اسلئے روح اپنے ذاتی نقص کے اعتبار سے کسی ایسے جسم سے جو باعتبار اپنی خاص ترکیب کے اُسی کے مناسب بن جائے بحکم مبدء فیاض متعلق ہو جاتی ہے اور وہ جسم اُس کے تمام کمالات حاصل کرنیکا آلہ اور ذریعہ ہوتا ہے اب روح میں باعتبار اس امر کے کہ وہ جسم سے متعلق ہے قوت قابلہ موجود ہے اور اسی اعتبار سے روح تمام مادی چیزوں کا ادراک کرتی ہے کہ جس کو ادراک جزئی کہتے ہیں۔ اس طرح پر جو معلومات روح کے سامنے جمع ہو جاتی ہیں اُن سے نتائج پیدا کرتی ہے اور علم کلیات کہ جو اُس کا ذاتی فعل ہے حاصل کرتی ہے اسی کو کمال روح کہتے ہیں۔ اس تعلق کا جو روح و بدن کے درمیان ہے اور ہم اور نہج پر بھی بیان کرتے ہیں کہ روح بمنزلہ ایک حاکم کے ہے اور جسم اس کا محکوم جس کے ذریعے سے روح اپنے وہ مطالب کہ جو بذات خود نہیں حاصل کر سکتی تھی جسم کے وسیلے سے حاصل کر سکتی ہے اور روح کے ایسے تعلق کو قادر مطلق اس وقت تک بحال اور قائم رکھتا ہے جب تک کہ اس کی حکمت اور مصلحت کے اعتبار سے وہ زمانہ ختم نہ ہو جائے جو اسی کے حصول کمالات کے لئے مناسب و مقرر ہے اور خلاف حکم خلاق قادر مطلق نہ بدن میں آسکتی ہے اور نہ بدن کو چھوڑ سکتی ہے۔

سوال نمبر ۴

موت کے بعد کیا ہوگا؟

جواب

مرنے کے بعد انسانی افعال کی ایسی تاثیرات کے نتائج ظہور میں آئیں گے کہ جو اُن تاثیرات کو مستلزم نہیں۔ لیکن جب ہم واجب الوجود فاعل بالاختیار اور قادر مطلق کی

حقیقی عدالت کی تصدیق کر چکے ہیں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ اُن تاثیرات اور نتائج کے درمیان
ایک ایسا تعلق ہے جو لزوم گو نہیں۔ مگر بمنزلۂ لزوم کے ضرور ہے ان نتائج کی کیفیت کو
متعدد مذاہب کے لوگوں نے مختلف طریقوں سے بیان کیا ہے۔ بعض لوگوں نے
کہا ہے کہ بُرے بھلے فعل کی سزا جزا صرف روح ہی کو ہوگی اور جسم کو اس سے کوئی تعلق
نہیں۔ کیونکہ روح اور بدن کے درمیان کا علاقہ ٹوٹ جانے کے بعد پھر اُسی طرح قائم
نہیں ہو سکتا۔ لیکن اُس کیفیت کا اظہار اور طریقہ بیان اس طرح عمدہ طور پر ہو سکتا ہے
کہ اُخروی حالت کا تصور ہم جسمانیات کے تصورات سے اپنے دل میں پیدا کریں اور بعض
لوگوں کا یہ خیال ہے کہ خدائے قادر مطلق عادل حقیقی ہے انصاف سے بعید ہے یہ بات
کہ وہ آلات جن کے ذریعے سے اچھے بُرے فعل سرزد ہوں۔ نتائج کے وقت وہ موجود
نہ ہوں اور درحقیقت یوں نہیں ہیں کہ جس وسیلے سے کوئی فعل سرزد ہوا ہے۔ اسی
وسیلے سے اس کا نتیجہ ہو۔ انسانی افعال دو طرح کے ہیں۔ روحانی اور جسمانی۔ روحانی
جیسے اعتقادات اور واقعی یا غیر واقعی امور غلط یا صحیح تصور۔ ایسے افعال کے نتائج
روح کو بذات خود حاصل ہونگے۔ کیونکہ ایسے افعال روح کے ذاتی افعال بلا واسطہ
جسم کے ہیں۔ اور ایسے امور کی جزا سزا وہ ہے۔ جس کو مظہر احکام ملک العلام نے
ثواب و عذاب قبر سے تعبیر کیا ہے۔ اور وہ فاعل بالاختیار یہ بھی طاقت و قدرت رکھتا
ہے کہ ہوا یا آگ سے کار عذاب لے۔ کیونکہ اُس وقت کے متعلق جو حالات ہیں وہ جسم
سے کوئی علاقہ نہیں رکھتے۔ اور نہ روح کو جزا و سزا کے روز معین تک جسم سے کچھ
تعلق ہوگا۔ دوسرے روح کے افعال وہ ہیں جو بواسطہ جسم کے سرزد ہوتے ہیں۔
اور انہیں کے لیئے ایک ایسا دن مقرر کیا ہے کہ جس میں زمانے کے موجودہ حالات
اور واقعات کا ہمیشہ با قاعدہ سلسلہ بالکل متبدل ہو جائے گا۔ کیونکہ حالات موجودہ
کے اعتبار سے یعنی تعلقات دنیوی میں ایک ایسے امر کا ظہور ہو کہ جو عادت کے
خلاف ہو نہیں سکتا۔ وہ یہی امر ہے کہ مردے زندہ ہوں اور ارواح اپنے اجسام میں
پھر عود کریں۔ اور اُن افعال کے نتائج کی جزا و سزا کے مستوجب و مستحق ہوں۔ جو
بواسطہ جسم کے سرزد ہوئے تھے

البرامکہ

یعنی خلیفہ ہارون الرشید عباسی کے نامور وزرا یحییٰ فضل اور جعفر برمکی کی مفصل سوانح عمری کا پہلا۔ دوسرا۔ تیسرا حصہ۔ اس کتاب کے پہلے حصہ میں یحییٰ اور دوسرے حصے میں فضل۔ تیسرے میں جعفر برمکی کی سوانح عمری اور ان مراتب کی تفصیل ہے جو اسباب زوال برامکہ اور حضرت عباسہ کی شادی کے غلط واقعہ کی تحقیقات سے متعلق ہیں۔ مع اصل عکسی تصویر جعفر بن یحییٰ برمکی کے مجلد سنہری قیمت سہ ... ... سادی جلد قیمت عہ

تذکرہ تیمور

یعنی خاندان چغتائیہ کے مورث اعلےٰ شاہنشاہ تیمور کی سوانح عمری با تصویر بعد نظر ثانی و تصحیح و ترمیم کے چھپوائی ہے مصنفہ جناب مولنا مولوی احمد شفیع صاحب ۲/

سوانح عمری ابوالفضل

شاہنشاہ اکبر کے مشہور وزیر اعظم اور ہندوستان کے ایک زبردست انشا پرداز مدبر اور عقلا سفرا ابوالفضل علامی کی سوانح عمری مع تصویر مصنفہ غلام ثقلین صاحب ۱۲/

حیات نور جہاں

کون شخص ہے جو نور جہاں کے پیارے نام سے واقف نہیں اور اسکے تذکرے کو سننا نہ چاہتا ہو۔ اسمیں نور جہاں کی سوانح عمری ہے گویا پیدایش سے اخیر تک کے تمام حالات مع تصویر کے درج ہیں۔ اس کے مصنف جناب نواب عماد نواز جنگ صاحب بہادر ہیں ۲/

حیات فردوسی

یعنی حکیم ابوالقاسم فردوسی کی سوانح عمری۔ اس کی شاعری کے حالات اور نامی شعراء سے مقابلہ جس کو مرزا حیرت دہلوی نے بڑی تحقیقات سے تصنیف کیا ہے۔ قابل دید ۸/

فردوسی اور اُس کا شاہنامہ

اس کتاب میں فردوسی اور اس کے شاہنامے کی نسبت نہایت زبردست مضمون کے علاوہ فردوسی کی سچی اور بے لوث سوانح عمری ہے ۴/

حیات سعدی

مصنفہ خواجہ الطاف حسین صاحب حالی۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کی سوانح عمری اور جملہ حالات متعلق اُن کے سیر و سیاحت کے درج ہیں اور نیز ان کی تمام تصنیفات نظم و نثر پر ریویو کیا گیا ہے۔ اور اس کتاب کے ۴۰ دلچسپ مضامین ہیں ... ... عہ/

المامون

اس کتاب کے دو حصے ہیں پہلے حصے میں تمہید ترتیب خلافت مامون رشید کی ولادت تعلیم و تربیت ولیعہدی تخت نشینی
خانہ جنگیاں فتوحات ملکی اور وفات کے حالات ہیں دوسرے حصے میں ان مراتب کی تفصیل ہے جن سے اس عہد کے ملکی حالات
اور مامون رشید کے تمام اخلاق و عادات کا اندازہ ہو سکتا ہے نیز اُن کارناموں کی تفصیل ہے جن کی وجہ سے مامون رشید
کا عہد عموماً شاہان عالم کے عہد سے علمی حیثیت میں ممتاز تسلیم کیا گیا ہے مترجمہ شبلی نعمانی صاحب ۔۔ ۔۔ ۔۔ عمر

سیرت النعمان

یعنی امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کی سوانح عمری حصہ اول و دوم اس کتاب کے پہلے حصے میں امام صاحب کا نام و نسب و ولادت
و سن رشد تعلیم و تربیت شیوخ ۔ حدیث ۔ درس و تدریس ۔ بقیہ زندگی اور دربار کے تعلقات ۔ وفات ۔ عام اخلاق و عادات
مناظرات و فتاوے ۔ ذہانت و طباعی اس قسم کے تمام حالات نہایت تفصیل سے مذکور ہیں ۔ دوسرے حصے میں امام صاحب
کے احوال و مسائل سے جو علم و کلام اور فن حدیث کے متعلق ہیں تفصیلی بحث ہے اور واقعات اسانید کیساتھ ثابت کیا گیا ہے
کہ فن حدیث میں آپ کا کیا پایہ تھا ۔ فن فقہ پر تفصیلی ریویو ہے جس میں تدوین فقہ کے تاریخی حالات کے ساتھ وہ تمام خصوصیتیں تفصیلاً
بیان کی گئی ہیں جن کی وجہ سے فقہ حنفی کو اور فقہوں پر ترجیح حاصل ہے خاتمہ میں امام صاحب کے نامور اور ممتاز شاگردوں کے مختصر حالات
ہیں مؤلفہ شبلی نعمانی ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ عہ

سیرت الفاروق

منشی سراج الدین احمد صاحب ایڈیٹر اخبار چودھویں صدی کی تالیف کی ہوئی جناب فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی سوانح عمری جس میں ان کے بچپن کے زمانہ سے لیکر وفات کے وقت تک کے تمام حالات مع فتوحات کے جو اُن کے زمانہ
میں ہوئے ہیں بڑی محنت اور تحقیق سے مرتب کر کے درج کئے گئے ہیں دیباچہ میں بہت سے اہم اور عظیم الشان امور سے نہایت
دلچسپ بحث کی گئی ہے کسی مسلمان کو اس بے نظیر اور عدیم المثال اسلامی بزرگ ہیرو کے حالات کو شوق سے پڑھنے کے
واسطے ترغیب دینے کی ضرورت نہیں ہے ۔ کیونکہ جس قدر وہ حالات دلچسپ ہیں اُسی قدر زمانہ کے مسلمانوں کیواسطے ہادی اور
رہنما اور ناصح ہیں ۔ غرض اسلامی سچی شان و شوکت اور اصل جاہ و جلال اور بے نظیر شجاعت اور تقوی کی تصویریں ہیں جو اس کتاب میں
کھینچی گئی ہیں ضخامت ۔۔ ۳۰۰ صفحہ سے زیادہ اعلیٰ قسم کے سفید کاغذ پر بہت خوشخط تیار ہے ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ عیر

یادگار غالب مع نقش و فوٹو

ملک الشعراء میرزا اسد اللہ خان غالب المعروف بہ نوشہ المخاطب بہ نجم الدولہ دبیر الملک اسد اللہ خان غالب بہادر نظام جنگ
دہلوی کی زندگی کے حالات اور اُن کی اقسام نظم و نثر اردو ۔ فارسی کا انتخاب اور ہر ایک قسم پر جداگانہ ریمارکس مصنفہ
الطاف حسین حالی پانی پتی ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ عہ

المشتہران

ملک فضل الدین و ملک چنن الدین ککے زئی تاجران کتب قومی بازار کشمیری لاہور